رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلتے ہوئے کثرت سے دعائیں کرو

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴؍فروری ۱۹۶۷ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ اپنے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے ہمیشہ اُسوہ حسنہ بنائیں۔

☆ بنی نوح انسان سے سب سے بڑھ کر محبت اور شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔

☆ آج دنیا کو تمام کوششوں اور تدابیر کے علاوہ ہماری دعاؤں کی بڑی ہی ضرورت ہے۔

☆ اس وقت بنی نوع انسان کو ہلاکت کے شدید خطرات درپیش ہیں۔

☆ احباب بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے بڑی کثرت سے دعائیں کریں۔

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

جلسہ کے بعد جب دوسری دفعہ انفلوئنزا کا حملہ ہوا اور بخار رہنے لگا تو اس کے نتیجہ میں ایک تو جیسا کہ آپ سن رہے ہیں گلا بہت بیٹھ گیا ہے اس کے علاوہ ضعف کی شکایت بھی پیدا ہوگئی ہے اور بلڈ پریشر بھی معمول سے نیچے گرا ہوا ہے لیکن دل نہیں چاہا کہ دوستوں سے ملے بغیر یہ جمعہ بھی گزر جائے اس لئے طبیعت نے یہی فیصلہ کیا کہ خواہ چند فقرے ہی میں اپنے بھائیوں کے سامنے کہوں جمعہ کی ملاقات کا جو اللہ تعالیٰ نے ایک موقع بہم پہنچایا ہے اس سے فائدہ اُٹھالوں بھائیوں کو نہ دیکھنے سے طبیعت ملول ہو جاتی ہے اور دوست بھی خواہش رکھتے ہیں کہ جمعہ کے روز ہی ملاقات ہو جائے اس لئے میں اپنی تکلیف کے باوجود آج یہاں حاضر ہو گیا ہوں۔

ہم نے نبی اکرم ﷺ کو اپنا ہادی اور رہبر تسلیم کیا ہے اور اپنے ربّ رحیم کے حکم کے ماتحت اور اس کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لئے یہ عہد کیا ہے کہ ہم اپنے محبوب آقا محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنے لئے ہمیشہ اسوۂ حسنہ بنائے رکھیں گے اور وہی رنگ اپنی طبیعتوں پر اور اپنی زندگیوں پر چڑھانے کی کوشش کرتے رہیں گے جس رنگ کو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ ﷺ کی فطرت صحیحہ پر چڑھایا تھا اور یہ صفات باری کے انوار کا حسین رنگ تھا۔

ایک بڑی نمایاں خصوصیت جو ہمارے آقا میں پائی جاتی تھی اور جو اپنی انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی اور جس کے نتیجہ میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس مقام کے لئے منتخب کیا تھا اور چنا تھا کہ آپ تمام دنیا کے لئے اور تمام جہانوں کے لئے اور تمام زمانوں کے لئے ابدی شریعت لے کر آئیں اور قرآن کریم کے حامل ہوں جس کے اندر کبھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی تھی اور جس کا کوئی لفظ اور کوئی حرف اور کوئی زبر اور زیر بھی کبھی منسوخ نہیں ہوئی وہ ’’رَحۡمَۃٌ لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ‘‘ ہونے کی خصوصیت ہے۔

بنی نوع انسان سے کسی انسان نے اس قدر شفقت اور محبت نہیں کی جتنی شفقت اور محبت کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے بھائی انسانوں سے کی، نہ صرف ان انسانوں سے جو آپ کے سامنے تھے نہ صرف ان انسانوں سے جو آپ کے ملک میں رہنے والے تھے، نہ صرف ان انسانوں سے جو آپ کی زندگی میں ساری دنیا اور دنیا کے ہر ملک کو آباد رکھے ہوئے تھے بلکہ تمام ان انسانوں سے بھی جو آپ سے پہلے گزر چکے تھے اور تمام ان بنی نوع انسان سے بھی جنہوں نے آپ کے بعد پیدا ہونا تھا آپ نے سب سے ہی اس محبت کا اس رحمت اور شفقت کا سلوک کیا۔ اور یہ جذبہ اللہ تعالیٰ نے اس شدت سے آپ کے دل میں پیدا کیا تھا جس کی مثال انسان کو کہیں اور نظر نہیں آتی۔ یہ ایک بڑی نمایاں صفت تھی جو ہمارے آقاؐ میں پائی جاتی تھی اور یہی وہ صفت ہے جس کی طرف میں بڑے اختصار کے ساتھ اپنے بھائیوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

آج دنیا کو ضرورت ہے اس رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ کے جاں نثاروں کی جو دنیا کی بہتری کے لئے اپنی زندگیاں قربان کر رہے ہوں۔ ہمارا جو جماعت احمدیہ کی طرف منسوب ہوتے ہیں ویسے تو ہر کام ہی، ہر منصوبہ ہی، ہر کوشش ہی اور ہر جدوجہد ہی بنی نوع انسان کے فائدہ کے لئے ہے لیکن ان تمام کوششوں اور ان تمام تدابیر کے علاوہ اس وقت دنیا کو ہماری دعاؤں کی بڑی ہی ضرورت ہے۔

دورِ حاضر کا انسان بڑا مغرور ہو گیا ہے اور جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کو عطا کی تھیں اس علم اور فراست کے نتیجہ میں جو آسمان سے ہی آتا ہے اسے وہ اپنی بھلائی کے لئے اور بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے خرچ کرنے کی بجائے اس پر اترانے لگا اور مغرور ہو گیا ہے اس حد تک کہ اسے یہ بھی پسند نہیں کہ اس کے لئے اس کا خدا فیصلہ کرے۔ وہ چاہتا ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے ہی اپنے فیصلے کرے۔ اگر وہ اپنے ربّ کے فیصلے پر راضی ہو جاتا تو آج اس تباہی کی طرف درجہ بدرجہ اس کی حرکت نہ ہوتی جس تباہی کی طرف ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ جا رہا ہے۔

پس اس انسان کو جسے اللہ تعالیٰ نے طاقت دی اور اپنی عطا سے نوازا اور جس کی آواز اور جس کے فیصلے میں اثر رکھا اور جس کا صحیح فیصلہ بنی نوع انسان کو ترقی کی راہوں پر لے جا سکتا ہے لیکن جس کا غلط فیصلہ تمام بنی نوع انسان کے لئے ہلاکت کا خطرہ بھی پیدا کر سکتا ہے۔ وہ خود فیصلہ کرنا چاہتا ہے اپنے ربّ کا فیصلہ اسے منظور نہیں کیونکہ اگر اسے اپنے ربّ کا فیصلہ منظور ہوتا تو آج وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے آ جمع ہوتا جو رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ کا جھنڈا ہے اور جہاں جمع ہو کر وہ اس فیصلے کی طرف کان

دھرتا جو محمد رسول اللہ ﷺ نے ایسے حالات میں دیا تو ہلاکت اس کے سامنے منڈلا نہ رہی ہوتی بلکہ امن کے ساتھ سب مسائل کا حل ہو جاتا۔

دوسری طرف وہ خود کو بے بس اور لاچار بھی پاتا ہے اور عطاء الٰہی کو اپنی ہلاکت کے لئے استعمال کرنے پر تُلا ہوا ہے اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کیا کروں اور کس طرح فیصلہ کروں کہ عالمگیر تباہی سے خود بھی بچوں اور بنی نوع انسان کو بھی بچالوں۔

پس خدائی فیصلے کی طرف کان دھرنے کے لئے تیار نہیں خود کو صحیح فیصلے تک پہنچنے کے وہ قابل نہیں پاتا ہلاکت اس کے سامنے ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل آسمان سے نازل نہ ہو تو اس وقت انسانیت اس قسم کے خطرات سے گھری ہوئی ہے کہ اس قسم کے خطرات میں آج سے پہلے وہ کبھی نہ گھری تھی۔

پس ضرورت ہے انسان کو ایک ایسی جماعت اور ایک ایسے الٰہی سلسلہ کی جو نبی اکرم ﷺ کے وجود کو اور آپ کے اعمال کو اور آپ کی زندگی کو اپنے لئے بطور نمونہ کے بنائے اور اس رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے وہی رنگ اپنے پر چڑھاتے ہوئے، انہی کے اشاروں پر اپنے فیصلے کے دھاروں کو موڑتے ہوئے بنی نوع انسان کے لئے بڑی کثرت کے ساتھ دعائیں کرنے والا ہو۔

میں آج اپنے بھائیوں اور جماعت کو جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی بھلائی اور خیر کے لئے قائم کیا ہے اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ بڑی کثرت کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان اقوام کو ہدایت عطا کرے کہ جن کے غلط فیصلے آج تمام بنی نوع انسان کے لئے خطرہ بن سکتے ہیں اور خدا کرے کہ ان میں یہ فراست پیدا ہو جائے کہ خود فیصلے کرنے کی بجائے اپنے ربّ کے فیصلوں پر راضی ہو جائیں اور اپنے ربّ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور اس طرح وہ بنی نوع انسان کو ہلاکت سے بچانے میں کامیاب ہو جائیں ورنہ سوچ کے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کہ انسان خود اپنے ہی ہاتھ سے خدا کی عطا کو غلط استعمال کرتے ہوئے کس قدر ہلاکتوں کے دروازے اپنے پر کھول رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کو ہلاکت اور تباہی سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل مورخہ ۳؍مارچ ۱۹۶۷ء صفحہ ۳،۴)